www.KitaboSunnat.com

فساد و بدامنی کا انسداد اور احادیثِ نبویہ ﷺ

بدامنی اور فساد خاندانوں، معاشروں اور ممالک کو تباہی و بربادی کی طرف دھکیل دیتے ہیں۔ فساد کی صورت میں معاشرتی، معاشی اور سیاسی امن درہم برہم ہو جاتا ہے۔ بدامنی کی فضا میں علوم وفنون کی ترقی رک جاتی ہے اور صنعتی ترقی کے لیے فضا سازگار نہیں رہتی۔ بلند تر اقدار پنپ نہیں سکتیں اور معاشرے کا ہر فرد مستقل طور پر خوف وہراس کا شکار ہو جاتا ہے۔ اگر افراد زیادہ دیر تک خوف وہراس کی کیفیت میں مبتلا رہیں تو ان کی صلاحیتیں تباہ ہو جاتی ہیں۔ افراد نفسیاتی مریض بن جاتے ہیں، علوم وفنون کی ترقی مطلوب ہو یا صنعتی ترقی کا پروگرام ہو، صرف پُر امن فضا میں ہی ممکن ہو سکتا ہے۔ فساد اور بدامنی کی فضا میں تو کوئی شخص رہنا بھی گوارا نہیں کرتا حتیٰ کہ لوگ فساد زدہ علاقوں سے نقل مکانی کر جاتے ہیں۔

اسلام ایک روشن فکر اور فطری دین ہے۔ وہ علوم وفنون اور معاشرت و معیشت میں ترقی چاہتا ہے۔ اسلام یہ بات گوارا نہیں کرتا کہ انسانی زندگی اور اعلیٰ اقدار کے فروغ میں کسی بھی طرح جمود اور تعطل پیدا ہو۔ اس لیے اس نے فتنے فساد کے استیصال اور خاتمے کے لیے مؤثر اور مثبت لائحہ عمل دیا ہے۔ قرآن مجید فتنے فساد کی مذمت بھی کرتا ہے اور اس کے انسداد کے لیے لوگوں کی ذہنی تربیت بھی کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ عبرت کے لیے حدود و تعزیرات کی صورت میں سزائیں بھی نافذ کرتا ہے تاکہ جن پر کوئی نصیحت اثر نہ کرے، انہیں قانون کے شکنجے میں جکڑ کر لاقانونیت سے روکا جا سکے۔

1 صدر شعبہ علوم اسلامیہ، وڈین کلیہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جھگڑا و افتراق سے بچنے کا حکم

نبی کریم ﷺ نے لڑائی سے بچنے کا حکم دیا۔ جو شخص لڑائی سے بچتا ہے، آپ ﷺ نے اس کی تعریف اور حوصلہ افزائی فرمائی۔

① ابو داؤد شریف میں في كراهية المراء یعنی لڑائی، جھگڑے کی ناپسندیدگی کے عنوان کے تحت یہ حدیث بیان کی گئی ہے کہ نبی ﷺ جب کسی عامل کو کسی جگہ تعینات فرماتے تو اسے ہدایت کرتے کہ «بشّروا ولا تنفروا، يسّروا ولا تعسّروا»[1] "خوشخبری دینا، نفرت پیدا نہ کرنا۔ آسانیاں پیدا کرنا، مشکلات اور دقتیں پیدا نہ کرنا۔" اس حدیث کو اس عنوان کے تحت بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ایسی فضا پیدا کرنا جس میں لوگوں کے درمیان لڑائی جھگڑا نہ ہو، لوگ آپس میں ایک دوسرے کے لیے سہولتیں پیدا کرنے والے ہوں، جھگڑالو نہ ہوں، مسلمان ولی الامر کی ذمہ داری ہے۔

② نبی کریم ﷺ کے اخلاقِ کریمانہ کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے کبھی کسی سے جھگڑا نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَهُوَ بَاطِلٌ بُنِيَ لَهُ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ وَمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَهُوَ مُحِقٌّ بُنِيَ لَهُ فِي وَسَطِهَا وَمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهُ بُنِيَ لَهُ فِي أَعْلَاهَا»[2]

"جس نے باطل چیز (جس پر اس کا حق نہیں تھا) کے لیے جھوٹ بولنا چھوڑ دیا، اللہ اس کے لیے جنّت کے کنارے پر محل تیار کرے گا اور جس نے حق پر ہونے کے باوجود جھگڑے سے اجتناب کیا تو اللہ جنّت کے وسط میں اس کے لیے محل تیار کرے گا اور جس نے (نہ صرف جھگڑا کرنے سے اجتناب کیا بلکہ) حسن خلق کا مظاہرہ کیا تو اس کے لیے جنت کے اعلیٰ درجے میں محل تیار کر دیا جائے گا۔"

③ سنن ابو داؤد میں روایت ہے کہ حضرت سائب کہتے ہیں:

"میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ لوگ میرا ذکر اور تعریف کرنے

---

۱ صحیح مسلم: ۴۵۲۵

۲ جامع ترمذی: ۱۹۹۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہاری نسبت اس سے زیادہ واقف ہوں۔ میں نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ سچ فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ میرے شراکت دار تھے، اور بہت ہی خوب شراکت دار تھے۔ نہ آپ لڑائی کرتے نہ جھگڑا کرتے۔"[1]

مسلمانوں کی مرکزیت اور نظم اجتماعی سے جدا ہونے کی ممانعت

نبی کریم ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ لوگ اتحاد کی بجائے تفرقے میں پڑ جائیں۔ ظاہر ہے جب لوگ گروہوں میں بٹ جائیں تو فتنہ فساد ہی برپا ہو گا۔

① صحیح بخاری و مسلم میں حدیثِ نبویؐ منقول ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ خَرَجَ مِنَ السُّلْطَانِ شِبْرًا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً»[2]

"جو کوئی سلطان کی اطاعت سے بالشت بھر دور ہوا اور اس حال میں اس کی موت واقع ہوئی تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔"

② صحیح مسلم میں فرمانِ نبوی ﷺ ہے:

«مَنْ أَتَاكُمْ وَأَمْرُكُمْ جَمِيعٌ عَلَى رَجُلٍ وَاحِدٍ يُرِيدُ أَنْ يَشُقَّ عَصَاكُمْ أَوْ يُفَرِّقَ جَمَاعَتَكُمْ فَاقْتُلُوهُ»[3]

"کوئی شخص تمہارے پاس آئے اور تم اپنے معاملے میں ایک شخص پر متفق ہو۔ تم میں پھوٹ ڈالنا چاہے تمہاری اجتماعیت کو پارہ پارہ کرنا چاہے تو اسے قتل کر دو۔"

بدامنی اور فتنے کے زمانے میں نبی کریم ﷺ نے ہمیں یہی تلقین فرمائی ہے کہ ہم اتحاد و یگانگت اور نظم و ضبط کو ہاتھ سے جانے نہ دیں۔

③ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے بعد آنے والے فتنوں کا ذکر فرمایا تو میں نے پوچھا کہ اگر میں اس زمانے میں موجود ہوں تو کیا کروں؟

١ سنن ابو داؤد: ٣٨٣٦
٢ صحیح بخاری: ٧٠٥٣
٣ صحیح مسلم: ٣٨٩٠

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے فرمایا: «تلزم جماعة المسلمين وإمامهم»
"مسلمانوں کی جماعت سے منسلک رہنا اور ان کے امام سے تعلق قائم رکھنا۔
حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا: اگر مسلمانوں کی جماعت اور ان کا امام موجود نہ ہوں تو پھر کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر سب فرقوں کو چھوڑ دے اور اگرچہ ایک درخت کی جڑ چباتے چباتے تو مر جائے۔"[1]

آپ کے بیان کا مقصود و مدعا یہ ہے کہ مرتے دم تک مسلمانوں کی جماعت کا ساتھ دینا اور امام کی اطاعت کرتے رہنا۔ کیونکہ اس سے طوائف الملوکی، بد نظمی اور انتشار پیدا ہوتا ہے جس سے مملکت کمزور یا مکمل طور پر ختم ہو جاتی ہے۔ دیگر روایات موجود ہیں جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امیر کی اطاعت ہر حالت میں جاری رکھی جائے۔ فتنے و فساد کے حالات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا طرزِ عمل اختیار کرنے کی تلقین فرمائی جس میں فرد کا نقصان کم سے کم ہوتا ہے۔

④ فرد اگر جماعت سے کٹ جائے تو اس میں اس کا نقصان زیادہ ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے افراد کو فرداً فرداً بکھر جانے کی کسی صورت اجازت نہیں دی، بلکہ اپنے آپ کو نظم میں پروئے رکھنے کا حکم دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے واشگاف الفاظ میں ہمیں متنبہ فرمایا کہ میرے بعد ایک دوسرے کی گردنیں نہ کاٹنے لگ جانا۔ فرمایا:
«لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ»[2]
"میرے بعد کفر کی طرف نہ لوٹ جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگ جاؤ۔"

فتنہ اور قتل وغارت سے گریز

① آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنے فساد کے دور کی نشاندہی فرمائی اور اس دور میں ایک مسلمان کے طرزِ عمل کے بارے میں راہنمائی بھی فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
«مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ الْتَقَيَا بِأَسْيَافِهِمَا إِلَّا كَانَ الْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ»[3]

۱ صحیح مسلم: ۴۸۹۰
۲ سنن ابو داود: ۴۲۴۴
۳ سنن ابن ماجہ: ۳۹۶۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جب دو مسلمان آپس میں تلوار لے کر لڑیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں جائیں گے۔"

آپ ﷺ نے مقتول کے جہنمی ہونے کا سبب یہ بیان فرمایا کہ وہ بھی تو دوسرے کو قتل کرنے کے لیے تلوار لے کر نکلا تھا۔ اگر اس کا داؤ چلتا تو یہ اسے قتل کر دیتا۔ اب دوسرے کا داؤ چل گیا۔

④ نبی کریم ﷺ نے فتنے اور بدامنی کے ماحول میں خصوصی طور پر ہدایات دی ہیں۔ آپ نے فرمایا: «إِيَّاكُمْ وَالْفِتَنَ فَإِنَّ اللِّسَانَ فِيهَا مِثْلُ وَقْعِ السَّيْفِ»[1]

"فتنوں سے بچو کیونکہ ایسی صورت میں زبان تلوار سے بھی بدتر کردار ادا کرتی ہے۔"

③ جب مسلمانوں کے اندر فتنہ فساد پیدا ہو جائے اور اس بات کی وضاحت نہ ہو رہی ہو کہ سچا کون ہے اور جھوٹا کون، تو ان سب سے کنارہ کشی اختیار کر لو۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

«الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ وَالْمَاشِي فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي فَكَسِّرُوا قِسِيَّكُمْ وَقَطِّعُوا أَوْتَارَكُمْ وَاضْرِبُوا سُيُوفَكُمْ بِالْحِجَارَةِ فَإِنْ دُخِلَ يَعْنِي عَلَى أَحَدٍ مِنْكُمْ فَلْيَكُنْ كَخَيْرِ ابْنَيْ آدَمَ»[2]

"فتنے کے زمانے میں جو شخص بیٹھا ہے وہ کھڑے ہوئے شخص سے بہتر ہے اور کھڑا ہوا شخص اس شخص سے بہتر ہے جو چل رہا ہے اور جو چل رہا ہے وہ بہتر ہے اس سے جو دوڑ رہا ہو۔ ان فتنوں میں اپنی کمانیں توڑ ڈالو۔ کمانوں کے چلّے کاٹ ڈالو اور اپنی تلواریں پتھر پر مار کر کند کر دو۔ اگر کوئی فتنہ باز کسی کے گھر میں گھس آئے کہ اسے قتل کرے تو وہ ایسا ہی کرے جیسا آدم علیہ السلام کے بیٹوں میں سے اُس نے کیا تھا جو بہتر تھا۔"

ان تمام فرامین کا مفہوم و مقصود یہی ہے کہ ان فتنوں میں شریک نہ ہوا جائے، اگر کوئی زیادتی کر بھی جائے تو محض امن وامان کی خاطر اس کی زیادتی کو برداشت کر لو۔

④ آپ ﷺ نے فرمایا: "عنقریب ایک فتنہ پیدا ہو گا اور مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہو گا

1 سنن ابن ماجہ: ۳۹۶۸

2 سنن ابو داؤد: ۴۲۵۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب یہ زمانہ آئے تو اپنی تلوار لے کر اُحد پہاڑ پر چلا جا اور تلوار کو اس پر مار یہاں تک کہ یہ ٹوٹ جائے۔[1]

مسلمانوں میں تعصبات اور گروہ بندی کی مذمت اور اس کا خاتمہ

پوری دنیا میں اس وقت مختلف عصبیتوں سے زہر آلود ہو چکی ہے۔ لوگ رنگ و نسل، مذہب اور زبان کی عصبیتوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ان تمام عصبیتوں کا بڑی شدت سے خاتمہ فرمایا۔

① آپ ﷺ نے فرمایا:

بے شک اللہ عزوجل نے جاہلیت کا عیب اور اپنے آبا پر فخر کرنا تم سے دور کر دیا ہے، یعنی تمہیں ایسا کرنے سے منع کر دیا گیا ہے۔ انسان دو طرح کے ہی ہیں: متقی مؤمن اور دوسرا بد کردار، سخت دل والا۔ تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے تھے۔"[2]

اس کے مقابلے میں قرآنِ مجید نے ہمیں یہ تصور دیا کہ سب مسلمان آپس میں برابر ہیں۔ کسی کو کسی پر کوئی برتری نہیں کہ وہ دوسروں سے اپنے آپ کو برتر سمجھ کر اُنہیں ادنیٰ انسان سمجھنے لگے۔

② آپ ﷺ نے فرمایا: "عصبیتِ جاہلیہ یہ ہے کہ تو ظلم و زیادتی کے کاموں میں بھی اپنی قوم کی حمایت کرے۔"[3]

گویا نبی کریم ﷺ نے قوم کا ساتھ دینے کی حدیں بھی بیان فرما دیں کہ قوم کی مدد صرف اس حد تک ہو کہ قوم کا موقف حق و انصاف پر مبنی ہو۔ جتھے بندی، گروہی سیاست اور پریشر گروپ تشکیل دے کر ذاتی گروہی اور سیاسی مفادات حاصل کرنے کی خاطر دوسروں کی مدد کرنا اور جو مفاد پرست اپنی قوم کی حمایت کرے وہ اس اونٹ کی مانند ہے جو کنویں میں گر پڑے اور

---

۱ سنن ابو داؤد: ۴۲۴۶

۲ سنن ابو داؤد: ۵۱۱۶

۳ سنن ابن ماجہ: ۳۹۴۹؛ سنن ابو داود: ۵۱۱۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے دم سے پکڑ کر باہر نکالا جائے۔[1]

نبی کریم ﷺ اپنے فہم و فراست کی بنیاد پر اس بات سے آگاہ تھے کہ اگر پرانے قبائلی تعصبات نے دوبارہ سر اُٹھا لیا تو ان تعصّبات کو دبایا نہیں جا سکے گا۔ اس لیے آپ ﷺ نے بڑی سختی کے ساتھ تعصّبات کا استیصال فرما دیا۔

ان تمام احادیث کی روشنی میں دیکھا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ نے تمام عصبیتوں کا استیصال فرما دیا ہے۔ سیاسی مفادات اور جتھا بندی کی خاطر لسانی، علاقائی اور نسلی تعصب کو اُچھالا جاتا ہے۔ ان تعلیمات کی روشنی میں پاکستان میں قوانین تشکیل دیے جائیں کہ کسی بھی مذہبی، سیاسی جماعت اور گروہ کو اس بات کی اجازت نہ ہو کہ گروہی بنیادوں پر کوئی تحریر اور لٹریچر طبع کروائے۔ اس سلسلے میں حکومت ایک مخصوص شعبہ تشکیل دے کر یہ ذمہ داری اس کے سپرد کر دے کہ وہ کسی بھی طرح کی عصبیت اور گروہ بندی کا مواد منظر عام پر نہ آنے دے۔ موجودہ سنسر شپ کے نظام کا دائرہ وسیع کیا جا سکتا ہے۔ کوئی گروہی تحریر چھپوانے پر پابندی لگا دی جائے اور اشتعال پیدا کرنے والے مواد کو چھاپنے والے پریس کو پابند کر دیا جائے کہ قانون کی خلاف ورزی کی صورت میں شدید سزا دی جا سکتی ہے۔ اس طرح کا مواد تقسیم کرنے والے، لکھنے والے اور اس کام میں کسی بھی طرح کی معاونت کرنے والے کو سزا کا مستوجب قرار دیا جائے۔

اسلام بدامنی اور فتنے فساد کو ناپسند کرتا ہے۔ وہ کسی ایسی حرکت اور فعل کو روا نہیں رکھتا جو بدامنی پر منتج ہو۔ عربوں کی عادت تھی کہ جب جنگ کے لیے نکلتے تو راستے میں لوگوں کو تنگ کرتے۔ بدامنی پھیلاتے، شور و ہنگامہ کرتے، لوگوں کے لیے راستہ پر چلنا مشکل ہو جاتا۔ آپ کے پاس اس کی شکایت پہنچی۔ اس پر آپ ﷺ نے اعلان فرما دیا:

«أَنَّ مَنْ ضَيَّقَ مَنْزِلًا أَوْ قَطَعَ طَرِيقًا فَلَا جِهَادَ لَهُ»[2]

"جس نے راستے کو تنگ کیا یا راہگیروں کو تنگ کیا اس کا جہاد نہیں ہو گا۔"

۱ سنن ابوداود: ۵۱۱۷

۲ سنن ابوداود: ۲۶۲۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو ثعلبہ خشنی کا بیان ہے کہ اس کے بعد کیفیت یہ ہوگئی تھی کہ جب کبھی فوج کسی جگہ اُترتی تو اس کا گنجان پڑاؤ دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اگر ایک چادر تان دی جائے تو سب اُسکے نیچے سما جائیں گے۔[1]

اسی طرح جنگ کے سفر کے دوران شور و ہنگامہ بپا ہوتا۔ اس کا نام ہی دغی پڑ گیا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اس طریق کار میں بھی اصلاح فرمائی۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے جب کسی وادی میں پہنچتے تو زور وشور سے تکبیر و تہلیل کے نعرے بلند کرتے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ لوگو! وقار کے ساتھ چلو تم جس ہستی کو پکار رہے ہو، وہ نہ بہرا ہے اور نہ غائب۔ وہ تمہارے ساتھ ہے، وہ سب سنتا ہے اور بہت قریب ہے۔[2]

دنیا کو شائستگی اور تہذیب سکھانے میں ان اصلاحات نے بڑا مؤثر کردار ادا کیا۔ ان تعلیمات سے لوگوں کے ذہن اس انداز سے ڈھل گئے کہ وہ معمول کی زندگی میں بھی تہذیب و شائستگی کا دامن نہیں چھوڑتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے وہ تمام بنیادیں مسمار فرما دیں جو باہم عداوتیں پیدا کرتی اور فتنہ فساد کا سبب بنتی ہیں۔

ابو داؤد شریف میں روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر پر تھے۔ ایک شخص سو گیا اور کسی دوسرے نے اس کی رسّی جو وہ اپنے ساتھ لے کر سو رہا تھا، مذاق میں اٹھالی تاکہ وہ پریشان ہو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يُرَوِّعَ مُسْلِمًا»[3]

''مسلمان کے لیے یہ حلال نہیں کہ وہ دوسرے مسلمان کو مرعوب وخوفزدہ کرے۔''

فساد کا سبب بننے والا کام بھی نہ کیا جائے

مولانا بدر عالم میرٹھی 'ترجمان السنۃ' میں واقدی اور ابن عساکر کے حوالے سے یہ واقعہ بیان

۱ سنن ابو داود: ۲۶۲۸

۲ صحیح بخاری: ۲۹۹۲

۳ سنن ابو داود: ۵۰۰۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرماتے ہیں کہ حضرت زید بن ثابت خندق کے موقع پر کھدائی کر رہے تھے۔ اس وقت ان کی عمر ۱۵ برس تھی۔ انہیں نیند آ گئی اور وہ سو رہے تھے کہ کسی نے مزاحاً اُن کے ہتھیار اٹھا لیے۔ بیدار ہونے کے بعد اُنہوں نے نبی کریم ﷺ سے شکایت کی۔ آپ ﷺ نے پوچھا: اس نوجوان کے ہتھیاروں کی کس کو خبر ہے؟ عمارہ بن حزم بولے کہ میں نے لیے ہیں۔ وہ اُنہوں نے واپس کر دیے۔

”آپ ﷺ نے منع فرمایا کہ کسی مؤمن کو پریشان کیا جائے اور اس کا سامان ہنسی میں یا حقیقت میں اُٹھالیا جائے۔“[1]

سنن ابو داؤد میں روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«لَا يَأْخُذَنَّ أَحَدُكُمْ مَتَاعَ أَخِيهِ لَاعِبًا وَلَا جَادًّا»[2]

”تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی کوئی چیز ہنسی مزاح یا اس کی اہانت کرنے یا تنگ کرنے کے لیے نہ اُٹھائے۔“

مسند بزار میں روایت ہے کہ ایک شخص نے دوسرے شخص کا جوتا اُٹھایا اور اسے غائب کر دیا۔ وہ اس سے مزاح کر رہا تھا، اس بات کا ذکر رسول اللہ ﷺ کے سامنے کیا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: «لَا تُرَوِّعُوا الْمُسْلِمَ ، فَإِنَّ رَوْعَةَ الْمُسْلِمِ ظُلْمٌ عَظِيمٌ»[3]

”تم مسلمان کو نہ ڈراؤ، بے شک مسلمان کو ڈرانا بہت بڑا ظلم ہے۔“

کسی بھی فتنے اور بدامنی کی فضا سے بچنے کے لیے اسلام کی حکمت عملی کمال احتیاط پر مبنی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کوئی شخص اسلحہ یا اور ایسی چیز جس سے کسی کو تکلیف یا زخم پہنچنے کا خدشہ ہو سکتا ہو، غیر محتاط انداز سے لے کر نہ چلے۔ ابو داود میں روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک شخص کو حکم فرمایا جو مسجد میں تیر لے کر جا رہا تھا کہ وہ جب تیروں کو لے کر نکلے تو ان کی

۱ تاریخ مدینہ دمشق: ۱۹/ ۳۱۳

۲ صحیح مسلم: ۵۰۰۳

۳ مسند بزار: ۳۸۱۶، ضعیف الترغیب والترہیب: ۱۶۶۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوکوں کو پکڑ کر رکھے، ایسا نہ ہو اس کی نوک کسی کو لگ جائے۔[1]

مسلم شریف میں روایت ہے کہ ایک شخص تیر لے کر مسجد میں آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں پیکانوں سے پکڑ لو۔ دوسری حدیث میں وضاحت ہے کہ پیکانوں سے پکڑ لو ایسا نہ ہو کہ کسی کو لگ جائے۔ ابو موسیٰؓ کہتے ہیں کہ ''خدا کی قسم! ہم نہیں مرے کہ اس کے بعد ہم نے تیر دوسروں کے منہ پر ہی مارا۔ یعنی تیر چلایا تو جنگ کے دوران ہی چلایا۔''[2]

اس بے احتیاطی کی عملی شکلیں ہم اخبارات میں پڑھتے رہے ہیں کہ بے احتیاطی سے بندوق صاف کرتے ہوئے سامنے والے کو گولی لگ گئی۔ نبی کریم ﷺ کے ان فرامین کا اطلاق اگر ہم اس طرح کی صورت حال پر کریں تو کہا جا سکتا ہے کہ کوئی شخص بندوق وغیرہ صاف کرتے ہوئے اس بات کی احتیاط کر لے کہ پہلے اچھی طرح دیکھ لے کہ کہیں اس کے اندر کوئی گولی تو موجود نہیں۔ اسی طرح آپ ﷺ کے ان فرامین کا اطلاق شادی بیاہ کے موقع پر ہونے والی آتش بازی اور فائرنگ پر بھی کیا جا سکتا ہے کہ اس موقع پر خوشی اور جذبات میں کئی دفعہ من چلے نوجوان حادثات کر بیٹھتے ہیں۔ با شعور شہریوں میں اتنا شعور ہونا چاہیے کہ کیا خطرناک کام کر کے ہی خوشی کا اظہار ہو سکتا ہے؟ اسی طرح بسنت وغیرہ کے موقع پر ہونے والی آتش بازی کے حوالے سے ان احادیث سے راہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے کہ اس طرح کے مواقع پر بھی غیر ذمہ دارانہ انداز سے فائرنگ کی جاتی ہے۔

اس کے برعکس نبی کریم ﷺ نے تو مسلمان کو تلقین کی ہے کہ وہ اس بات کو اپنی زندگی کا حصہ بنائے کہ اگر وہ کوئی ایسی چیز دیکھے جس سے دوسرے کو تکلیف ہو سکتی ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اس اذیت دینے والی چیز کو راستہ سے ہٹا دے۔ اس سلسلے میں ایک روایت میں ایک پتھر ہٹانے، ایک میں ایک درخت کی ٹہنی ہٹانے جو لوگوں کو تکلیف دیتی تھی، ایک روایت میں راستے میں کانٹا ہٹا دینے پر انسان کو مغفرت کی بشارت دی گئی ہے۔

گویا ان احادیث میں فرمایا گیا کہ اسلام اس بات کو بھی گوارا نہیں کرتا کہ کسی مسلمان کے

۱ سنن ابو داود: ۲۵۸۷
۲ صحیح مسلم: ۶۶۶۲، ۶۶۶۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاتھ سے غیر ارادی طور پر کسی دوسرے مسلمان کو نقصان اور تکلیف پہنچے۔ چہ جائیکہ مسلمان دوسروں کے خلاف ہتھیار بند ہو کر لڑے۔ فرمایا گیا کہ ایسا نہ ہو کہ غیر ارادی طور پر تیر کی نوک کسی کو لگ جائے اور وہ تکلیف کی حالت میں مشتعل ہو کر جوابی حملہ کر دے حالانکہ اس میں دوسرے شخص کی نیت داخل نہ تھی۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ نے ننگی تلوار لے کر چلنے سے بھی منع فرمایا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

«نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُتَعَاطَى السَّيْفُ مَسْلُولًا»[1]

"نبی ﷺ نے کسی کو ننگی تلوار دینے (پکڑانے) سے منع فرمایا (مبادا اس کو اچانک لگ جائے)۔"

شریعتِ اسلامیہ کا مزاج یہ ہے کہ وہ ان اسباب کا بھی تدارک کرتی ہے جو کسی خرابی کا سبب بنتے ہیں۔ زیر بحث موضوع کے حوالے سے نبی ﷺ کا یہ حکم بڑا اہم ہے کہ آپ نے فتنے فساد کے زمانے میں ہتھیاروں کے عام کاروبار کو ممنوع قرار دیا ہے تاکہ فساد کی جڑ کٹ جائے۔

نبی کریم ﷺ کے احکام پر عمل درآمد کرانا اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اس بنا پر یہ اُصول اَخذ کیا جاسکتا ہے کہ اسلامی حکومت فتنے فساد کے زمانے میں ہتھیاروں کی تیاری، ان کی خرید و فروخت پر سرکاری طور پر پابندی لگادے۔ اگر تحفظ کے لیے اسلحہ عوام کی ضرورت ہو تو اسے محدود دائرے میں خصوصی اجازت اور لائسنس کے ساتھ ان کے درست استعمال کی ضمانت کے ساتھ اسلحہ رکھنے کی اجازت دی جاسکتی ہے۔ اسلحہ کی سمگلنگ روکنا بھی اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے۔

ان احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام یہ بات گوارا نہیں کرتا کہ اسلحہ کی نمائش کی جائے۔ نمائش کے دوران کوئی بھی ناخوشگوار واقعہ پیش آسکتا ہے۔ ایسا اکثر اسلحہ کی نمائش کے دوران ہوتا ہے، ان احادیث میں اس بات کی واضح ممانعت موجود ہے۔ اس رجحان کا ایک مزید برا نتیجہ یہ ہو سکتا ہے کہ اگر دوسرا فریق بھی اسی طرح اسلحہ لیکر نکل آئے تو فساد برپا ہو سکتا ہے۔ اسلحہ کی نمائش کا برا نتیجہ یہ بھی ہے کہ دوسرے کو مرعوب کرنا غرور اور تکبر کا مظاہرہ بھی ہے۔

1 جامع ترمذی: ۲۱۶۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مل جل کر زندگی گزارتے ہوئے لوگوں کے درمیان اختلافات کا پیدا ہونا ایک فطری امر ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس شخص کے لیے بڑے انعام کا ذکر فرمایا جو باہمی نزاعی معاملات میں ضبط و تحمل اور عفو و درگزر سے کام لیتے ہوئے کشیدگی سے اجتناب کرتا ہے۔ بلکہ اس موقع پر تو شریعت اسلامیہ میں بڑی وسعت پائی جاتی ہے کہ دونوں فریقوں کے درمیان صلح کروانے کے لیے اگر کچھ جھوٹ بھی بولنا پڑے تو اس کی بھی اجازت ہے۔ مسلم شریف میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ فَيَنْمِي خَيْرًا أَوْ يَقُولُ خَيْرًا»[1]

"وہ شخص جھوٹا نہیں جو لوگوں میں صلح کروائے اور بہتر بات کہے۔"

صلح کے لیے جھوٹ بولنے کی وضاحت یوں کی گئی ہے کہ صلح کروانے والا دونوں فریقوں کو عمدہ اور صلح کی طرف آگے لے جانے والی باتیں بتلائے کہ ان کے درمیان بدگمانیاں اور اشتعال پیدا کرنے والی باتیں کم ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"کیا میں تمہیں روزے نماز اور صدقے سے بھی بڑھ کر ایک عمل کے بارے میں نہ بتاؤں؟ صحابہ نے کہا کہ بتائیں۔ فرمایا: دو بندوں کے درمیان صلح کروانا۔"[2]

اشتعال انگیز رویے کی ممانعت

نبی کریم ﷺ نے فتنے فساد کے محرکات کا مستقل طور پر سدِ باب کر کے ان اسباب کا تدارک فرما دیا جو اس کا سبب بنتے ہیں۔ اس سلسلے میں اسلام کا نظامِ اخلاق سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ غصہ وہ بنیادی جڑ ہے جو فساد کے آغاز کا سبب بنتا ہے۔ قرآن میں ہے کہ غصے کو قابو میں رکھنے والے اللہ کو بہت محبوب ہیں۔ فرمایا:

﴿وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾[3]

"وہ لوگ جو اپنے غصہ پر قابو رکھتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں اور اللہ نیکی

1 صحیح مسلم: ۲۶۰۳
2 سنن ابو داود: ۴۹۱۹
3 آلِ عمران: ۱۳۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔"

قرآنِ مجید اور احادیثِ نبوی میں واضح کیا گیا ہے کہ غصہ شیطان کے اشتعال کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے۔ اسی لیے فرمایا: ﴿وَ اِمَّا یَنۡزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیۡطٰنِ نَزۡغٌ فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰهِ﴾[1]

"جب شیطان تمہارے دلوں میں اشتعال پیدا کرے تو تم اللہ کی پناہ طلب کیا کرو۔"

نبی کریم ﷺ نے بھی اس کی توضیح فرمائی کہ شیطان اس بات سے تو مایوس ہو گیا ہے کہ اس کی پوجا کی جائے لیکن یہ لوگوں کو آپس میں بھڑکائے گا۔ فرمایا کہ شیطان اپنے کارندوں کو بھیجتا ہے کہ لوگوں کو بھڑکائیں اور اس کے نزدیک سب سے بڑا مقرب وہ کارندہ ہوتا ہے جو لوگوں کو بھڑکاتا ہے۔ اس کے کارندے اس کے سامنے اپنی اپنی کارگزاری پیش کرتے ہیں اور جن جن جرائم کا ارتکاب انہوں نے لوگوں کو اکسا کر کروایا ہوتا ہے ان کا ذکر کرتے ہیں لیکن بڑا شیطان لڑائی کے لیے بھڑکانے والے کارندے پر سب سے زیادہ خوش ہوتا ہے۔[2]

نبی کریم ﷺ نے دشمن کے اس وار کو ناکام بنانے کا حکم فرمایا کہ

«لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ»[3]

"پہلوان وہ شخص نہیں جو بدلہ لینے میں زیادہ سخت ہو بلکہ طاقتور وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھے۔"

آپ ﷺ نے غصے کا علاج بھی مختلف طریقوں سے بیان فرمایا۔ غصے کی حالت میں نبی کریم ﷺ نے وضو کرنے کا حکم بھی دیا۔ اس سے شیطان کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ غصے کی حالت میں اگر کوئی کھڑا ہے تو بیٹھ جائے۔"[4]

بہت سے جرائم کا محرک فوری اشتعال ہوتا ہے جسے قانون کی زبان میں Sudden Provocation کہا جاتا ہے۔ یہ کیفیت غصّے سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ قرآن نے اس کے

۱ الاعراف: ۲۰۰
۲ مسند احمد: ۳/۳۱۴
۳ صحیح بخاری: ۶۱۱۴
۴ سنن ابو داود: ۴۷۸۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقابلے میں صبر، عفو و درگزر اور احسان کی تعلیم دی اور لوگوں کو ترغیب دی کہ اگر وہ غصہ کی حالت میں انتقامی کاروائی نہ کریں تو یہ بات اللہ کو بات پسند آتی ہے۔[1]

قرآن مجید کہتا ہے کہ "اگر تم زیادہ کا بدلہ لینا چاہو تو لے سکتے ہو لیکن اگر تم معاف کر دو تو یہ باعثِ اجر ہو گا۔" لیکن بدلہ لینے میں بھی تمہیں اس بات کو ملحوظ رکھنا ہو گا کہ "جس قدر زیادتی تمہارے ساتھ کی گئی ہے، بدلہ اسی قدر لیا جائے۔"[2] اس سلسلے میں قرآن مجید کا نظریہ یہ ہے کہ برائی کا بدلہ برائی کی صورت میں دینے کے بجائے برائی کو اچھائی اور حسن سلوک سے متاؤ۔ اس طریق کار کا نتیجہ یہ ہو گا کہ تمہارا بدترین دشمن بہترین دوست بن جائے گا۔"[3]

قرآن اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ "کسی کی زیادتی پر صبر کر جانا اپنے نتیجے کے اعتبار سے بدلہ لینے سے بہتر نتائج پیدا کرے گا۔"[4]

قرآن یہ تعلیم بھی دیتا ہے کہ "اگر تم لوگوں کی غلطیاں معاف کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری غلطیوں پر بھی پردہ ڈال دیں گے۔"[5]

غرض قرآنِ مجید نے کسی بھی طرح کے اشتعال کی حوصلہ شکنی ہی نہیں کی بلکہ اشتعال کا سبب بننے والے کاموں کا سدباب کرتے ہوئے کسی کو گالی دینے کی ممانعت فرمائی، زبان کا غیر ذمہ دارانہ استعمال ممنوع قرار دیا۔ کسی کو کافر قرار دینے سے روکا۔ لعنتی کہنے، تہمت لگانے، چغلی کرنے، کسی کا تمسخر اُڑانے، دوسروں کو حقیر جاننے، بے جا پروپیگنڈہ کرنے، افواہیں

---

1 آلِ عمران: ۱۳۴

2 النحل: ۱۲۶ ﴿وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ﴾ "اگر تم بدلہ لو تم تو اتنا ہی جتنا تم پر زیادتی کی گئی۔" (البقرۃ: ۱۹۴)؛ ﴿فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ﴾ "پھر اگر کوئی تمہارے اوپر زیادتی کرے تو تم بھی اتنی ہی زیادتی اس پر کرو۔"

3 حم السجدہ: ۳۴ ﴿اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ﴾

4 النحل: ۱۲۶ ﴿وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ﴾ "اگر بدلہ لینے کی بجائے صبر کرو تو یہ بات صبر کرنے والوں کے لیے انجام کے اعتبار سے بہتر ہو گی۔"

5 النور: ۲۲ ﴿اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ﴾ "کیا تم پسند نہیں کرتے کہ (تم لوگوں کو معاف کرو اور) اللہ تمہارے گناہ معاف کر دے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھیلانے، کسی کو نسب کا طعنہ دینے اور دیگر مشتعل کرنے والی حرکات کی شدت سے ممانعت کر دی گئی۔ حسد بھی اس سلسلے میں بڑا منفی کردار ادا کرتا ہے، قرآن و سنت میں اسے بھی بہت بڑا اخلاقی مرض قرار دیا گیا۔

ظلم و زیادتی کا استیصال

معاشرے میں بد امنی اور فساد بے چینی کا ایک سبب معاشرتی، معاشی اور سیاسی شعبوں میں ظلم و زیادتی اور حقوق کی پامالی بھی ہے۔ ظالم اپنے اقتدار، معاشرتی برتری، یا معاشی شعبے میں بالا دستی کی بنا پر دوسروں کو زیادتی کا نشانہ بناتا ہے۔ ان کا استحصال کرتا ہے تو متاثرہ افراد یا طبقات احتجاج کرتے ہیں۔ اگر احتجاج غیر مؤثر ہو جائے تو وہ ظالم سے خود نمٹنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں جس کے نتیجے میں معاشرہ بد امنی کا شکار ہو جاتا ہے۔ اسلام اس سلسلے میں معاملات کو جڑ سے پکڑتا ہے اور لوگوں کو ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ حقوق کی عدم ادائیگی دنیوی اعتبار سے قابل دست انداز آئین و قانون ہے اور آخرت میں بھی قابل مؤاخذہ جرم قرار دیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنے آپ کو مظلوم کی بد دعا سے بچاؤ کیونکہ مظلوم کی آہ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی آڑ اور رکاوٹ نہیں ہوتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

«انْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا»[1]

"اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ صحابہ نے پوچھا کہ مظلوم بھائی کی تو مدد سمجھ میں آتی ہے، ظالم کی مدد کیسے کی جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ظالم کا ہاتھ روکنا اور اسے ظلم سے باز رکھنا اس کی مدد ہے۔"

اس سلسلے میں شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

"جن مقاصد کے لیے انبیاے کرام کو دنیا میں مبعوث کیا گیا ان میں سے ایک عظیم مقصد یہ ہے کہ لوگوں کے درمیان مظالم کو روکنے اور ان کے تدارک کے لیے تدابیر عمل میں لائیں۔ کیونکہ اگر ظلم و زیادتی کا سدباب نہ کیا جائے تو نظامِ زندگی میں ابتری

1 صحیح بخاری: ۲۴۴۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقع ہو جائے۔"[1]

استحصال بھی امن وامان کو تہہ وبالا کرنے کا سبب بنتا ہے۔ اسلام نے اس کا استیصال بھی کیا ہے اور محض نصیحت کر دینے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اللہ کی ناراضگی اور آخرت کی مسئولیت کا احساس دلانے کے ساتھ ساتھ قانونی تحفظات کے ذریعے استحصال کو روکا گیا ہے۔ استحصال زدہ طبقہ اندر ہی اندر اپنی کمزوریوں اور محرومیوں میں جلتا رہتا ہے۔ استحصال کرنے والوں کے خلاف ان کے دل میں لاوا پکتا رہتا ہے۔ مغرب میں سرمایہ داری کے تحت غریب کا استحصال ہوا تو کمیونزم کی شکل میں رد عمل ظاہر ہوا اور اس انقلاب میں لاتعداد انسانی جانیں ضائع ہوئیں۔ استحصال زدہ طبقے جب رد عمل ظاہر کرتے ہیں تو پھر کشت وخون کی ندیاں بہہ جاتی ہیں۔ اسلام نے ہر طرح کے استحصال کی راہیں بند کر دیں۔

فساد کے خاتمے کے لیے اسلام نے جو ذرائع اختیار کیے ہیں، ان میں سے ایک مؤثر ذریعہ حدود و تعزیرات کا نظام ہے۔ اسلامی حدود کے بارے میں شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"شریعت نے بعض جرائم پر حدود مقرر کی ہیں۔ یہ وہ جرائم ہیں جن کی وجہ سے دنیا میں فتنہ وفساد پیدا ہوتا ہے اور مسلم معاشرے کا امن وسکون غارت ہو جاتا ہے۔ دوسرے ان جرائم کے بار بار ارتکاب سے نفس انسانی کو ان جرائم کی لت پڑ جاتی ہے۔ پھر اس جرم سے باز رکھنا انتہائی مشکل ہو جاتا ہے۔ اکثر اوقات بے چارے مظلوم کے لیے یہ ممکن نہیں ہوتا کہ وہ ان مجرموں کے مقابلے میں اپنا تحفظ کر سکے۔ اگر ان جرائم کی روک تھام نہ کی جائے تو پھر ان جرائم کے خاتمے کیلیے محض آخرت کے خوف اور وعظ و تلقین سے کام نہیں چلتا بلکہ اس کیلئے سخت سزاؤں کا نفاذ ضروری ہوتا ہے تاکہ مجرم کا انجام سب کے سامنے ہو جسے دیکھ کر دوسرے لوگ جرم سے باز رہیں۔"[2]

شاہ ولی اللہ اس کی وضاحت زنا کے فعل بد سے کرتے ہیں کہ اس فعل کے نتیجے میں عورت کے خاندان کو سخت رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اس سلسلے میں کشت وخون ہوتا ہے۔ اس

۱ حجۃ اللہ البالغہ: ۶۱۱/۲
۲ حجۃ اللہ البالغہ: ۱۵۸/۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے شریعت نے اس کی بھی سخت سزا مقرر کی ہے۔ اگر سزا عبرتناک نہ ہوتی تو اس جرم کو پھیلنے سے روکا نہیں جاسکتا تھا۔

معاشرے کو فتنے فساد سے بچانے کے لیے اسلامی حدود بڑا اہم کردار ادا کرتی ہیں اس سلسلے میں جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن لکھتے ہیں:

"تمام حدود کے نفاذ سے معاشرے کی حفاظت مقصد ہے کیونکہ یہ اللہ کے حقوق میں سے ہے کہ اجتماعی زندگی کو محفوظ رکھا جائے۔ اسی طرح وہ تمام اُمور جن میں فقہاے اُمّت نے اللہ تعالیٰ کے حق کو غالب تصور کیا ہے، ان میں اشخاص کے انفرادی حقوق کا لحاظ نہیں رکھا جاتا بلکہ اجتماعی زندگی کا مفاد پیش نظر رکھا جاتا ہے اور اشخاص کے انفرادی مفاد کو اس کے تابع قرار دیا جاتا ہے۔"[1]

قرآنِ مجید مختلف جرائم کا ذکر ان کی خرابیوں کے سیاق وسباق میں بیان کر کے اُن کی برائی ہمارے ذہن نشین کرواتا ہے۔ مثلاً قتل نفس کا ذکر اس انداز سے کیا:

﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا﴾[2]

"جس نے کسی جان کو بغیر حق کے قتل کیا تو اس نے گویا پوری انسانیت کو قتل کر ڈالا۔"

ہم ذرائع ابلاغ کے ذریعے جانتے ہیں کہ ایک قتل بہت سے قتلوں کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ خاندانوں کے خاندان ختم ہو جاتے ہیں، لیکن انتقام کی آگ ٹھنڈی نہیں ہو پاتی۔ اسلام سے قبل کی زندگی اور آج کے دور کے میں مذہبی اور قبائلی تعصبات کی بنیاد پر ہونے والے قتل اس کی مثال ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید نے عمداً کسی کو قتل کرنے کی سخت ترین سزا سنائی ہے:

﴿وَ مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا﴾[3] "جس نے کسی مؤمن کو جان بوجھ کر قتل کر دیا اس کی سزا یہ ہے کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہے گا اور اس پر اللہ کا غضب اور لعنت ہوگی اور اس کے لیے بہت بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

۱ 'جرم وسزا کا اسلامی تصور' از جسٹس تنزیل الرحمٰن: ۱۲۰

۲ المائدۃ: ۳۲

۳ النساء: ۹۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح قرآن حکیم میں حرابہ (رہزنی) کی سزا بھی بہت سخت رکھی ہے۔ حرابہ میں کچھ لوگ مل کر منصوبہ بنا کر قتل یاڈاکہ ڈالتے ہیں۔ مسافروں اور بے گناہوں کو قتل کرنے اور ان کا سامان چھیننے کے علاوہ خوف وہراس پھیلاتے ہیں۔ سورۃ المائدۃ کی آیت نمبر ۳۳ میں رہزنی کی سزا کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں امام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں:

"حاکم کا فرض ہے کہ وہ راہزنوں کی جماعت کے مکمل استیصال کے لیے پوری جدوجہد کرے اور اگر مصلحت کا تقاضا ہو تو اس جماعت کے سرغنہ کو قتل کروادے۔ اکثر فقہا کا نقطہ نگاہ یہ ہے کہ اگر ڈاکوؤں کی جماعت طاقت پکڑ رہی ہو اور حکومت بے بس ہو رہی ہو تو اس کے گروہ کو قتل کروا دیا جائے۔"[1]

خریدارانِ محدث توجہ فرمائیں!

خریدارانِ محدث کو مدتِ خریداری ختم ہونے کی اطلاع محدث کے لفافہ پر چسپاں پتہ میں درج تحریر [مدت خریداری...... سے ختم ہو......ہے] کی خالی جگہ پُر کرکے دی جاتی ہے۔ لہٰذا جن حضرات کو یہ اطلاع دی گئی ہے، از راہِ کرم اولین فرصت میں زرِتعاون بھیج کر تجدید کروائیں۔ یاد رہے ادارہ محدث کی طرف سے زرِتعاون ختم ہونے پر رسالہ بذریعہ وی پی نہیں بھیجا جاتا۔ قارئین بذریعہ بنک ڈرافٹ، منی آرڈر، اور ایزی پیسہ زرِتعاون بھیج سکتے ہیں۔
رابطہ کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ شکریہ!

[1] السیاسۃ الشرعیہ از علامہ ابن تیمیہ: ص ۲۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ